رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۵ THE ALFAZL QADIAN رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ

دیں کی نصرت کیلئے اک آسماں پر شور ہے | عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانیکے دن

الفضل

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دیگا (الہام حضرت مسیح موعودؑ)

قیمت فی پرچہ ۱ر

مضامین بنام ایڈیٹر

کاروباری امور کے متعلق خط و کتابت بنام مینیجر ہو۔

ایڈیٹر:۔ غلام نبی ٭ انچارج۔ مہر محمد خاں

نمبر ۸۶	مورخہ ۱۰ مئی سنہ ۱۹۲۳ء	۶	مطابق ۱۹ رمضان سنہ ۱۳۴۱ھ	جلد ۱۰

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح روز و شب امور دینیہ کی سرانجام دہی میں مصروف ہیں (ایدہ اللہ بنصرہ العزیز)

جناب مولوی عبدالمغنی خانصاحب ناظر بیت المال بوجہ علالت رخصت لیکر اپنے وطن قائم گنج میں تشریف لے گئے ہیں۔

جماعت احمدیہ کے بک ڈپو کے انچارج جناب شیخ نواب الدین صاحب بی۔اے مقرر کئے گئے ہیں۔

ہمارے مدارس میں گو طلباء بیرونجات سے آئے ہیں۔ مگر اس قدر نہیں جس قدر کہ آنے چاہئیں

علماء اسلام کی شہ پر آریوں کے نئے ارادے

من از بیگانگاں ہرگز نہ نالم
کہ با من ہر چہ کرد آں آشنا کرد

۲۸ اپریل سنہ ۱۹۲۳ء کو قادیان کے مشہور آریہ لالہ ملاوامل جوہری رام کے بیٹے نے حکیم فیروز الدین صاحب ملتانی مہاجر قادیان سے دریافت کیا کہ آپ کی ملکانہ میں جانے کی کب باری آئیگی۔ حکیم صاحب نے جواب دیا کہ باری کا کیا سوال ہے جب ضرورت ہو اور ہمارے امام کی طرف سے حکم ملجائے میں جانے کو تیار ہوں۔ اسپر دیا نا رام پسر لالہ ملاوامل جی نے جو آریہ سماج کے سکرٹری ہیں کہا کہ ہم بھی وہاں جانے والے ہیں۔ اور ہمارے کچھ آدمی جا بھی چکے ہیں۔ حکیم صاحب نے کہا کہ آپکا وہاں جانے اور میرے متعلق دریافت کرنے سے کیا مقصد ہے۔ اگر کوئی گفتگو کرنی ہے تو میں یہیں حاضر ہوں۔ اسپر لالہ ملاوامل نے کہا کہ ہم گفتگو وغیرہ کچھ نہیں کرینگے۔

ہمارا جانے سے مقصد صرف یہ ہوگا۔ کہ احمدیوں کے متعلق جمعیۃ العلماء وغیرہ کے تازہ فتوے ساتھ لیجائینگے۔ چونکہ قادیان کے تمام احمدیوں کو ہم جانتے ہیں۔ اس لئے جہاں جہاں وہ ہونگے لوگوں کو بتاتے پھرینگے کہ یہ احمدی قادیانی ہیں۔ جن پر علماء اسلام کا یہ فتوے کفر ہے۔ حکیم صاحب نے کہا کہ ہمیں فتووں کا کیا خوف ہے۔ ہم کام کرینگے تم بیشک یہی کہتے پھرنا یہ گفتگو بتاتی ہے کہ آریہ سماج کے ہاتھ میں علماء نے اسلام کو نقصان پہنچانے کے لئے کیسے کیسے ہتھیار دئے ہیں۔ مگر آریوں کو معلوم نہیں کہ ان کی ایسی تمام مساعی انشاء اللہ ہیچ ثابت ہونگی۔ اور ان کے منصوبے خاک میں مل جاوینگے۔ آریوں کو چاہئیے کہ نہ صرف یہ فتوے بلکہ اور فتوے حاصل کرکے بھی ان کو شہرت دیں۔ چھ مئی کے پرتاب اور کیسری کو ہم ان کو یقین دلاتے ہیں۔ ان کی اس قسم کی تمام کوششیں ہمارے راستہ میں اللہ تعالےٰ کے فضل سے کوئی رکاوٹ نہیں ڈال سکینگی۔

فتنہ ارتداد اور جماعت احمدیہ کے جذبات

ایک احمدی بھائی صحت اور کاروبار کے متعلق درخواست دعا کرنے کے بعد سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کے حضور لکھتے ہیں۔ معروض آنکہ میں غریب گنہگار عرض کرتا ہوں۔ میرے لئے آپ دعا کریں جو خداوند کریم میرے تمام مشکلات دنیا اور دین دونوں مجھے آسان کرے۔

دوسری غرض یہ ہے۔ کہ آپ کا حکم سنا۔ کہ جو احمدی چارپائی سے نہیں اُٹھ سکتا۔ اس کو معاف ہے۔ باقی سب ملکانوں کیلئے نام لکھائیں۔ اس کے بارے میں میں غریب ہوں۔ جو آپ کی شرط ہے اسیر میں بے بس ہوں۔ کیونکہ میرے پاس کوئی جائداد نہیں ہے۔ چالیس روپیہ کا مقروض ہوں۔ اور ایک مکان ہے جس میں میری رہائش ہے۔ اگر آپ کا حکم ہے۔ کہ میرے لئے جانا ضروری ہے۔ تو میں گرو کیا بیع کرکے چلا جاؤنگا۔ مکان بھی آپ کا ہے۔ میں بھی آپ کا ہوں۔ جب میں بیع ہوگیا تو مکان بھی بیع ہوگیا۔ سب آپ کا مال ہے۔ آپ کا جو کچھ بھی حکم ہو۔ وہ خدا کے حکم کے ساتھ ہوگا۔

عاجز۔ اگر آپ دعا کریں۔ کہ میں اس امتحان میں کامیاب نکلوں۔ میاں علی شیر نیرہ

کوئی صاحب چھٹی نہ لیں

جن صاحبوں نے تین تین ماہ کیلئے اپنی زندگیاں وقف کی ہیں۔ ان کو مطلع کیا جاتا ہے کہ وہ اس وقت اپنی چھٹی وغیرہ کا کوئی انتظام نہ کریں۔ جب تک قادیان کے دفتر متعلقہ سے ان کو رخصت لینے کے لئے نہ کہا جائے۔ کیونکہ اب پہلی سہ ماہی میں جانے والی پارٹی پوری ہوچکی ہے۔ دوسری پارٹی کی روانگی جون سے شروع ہوگی۔ جن جن صاحبان کو جس وقت بھیجنا مطلوب ہوگا۔ ان کو تیاری کے لئے کافی وقت پہلے اطلاع دی جائیگی۔

روئیت ہلال رمضان چونکہ مطلع گرد آلود تھا دارالامان میں ۱۷ر تاریخ اپریل مطابق ۲۹ رشعبان کسی شخص کو ہلال رمضان نہیں نظر آیا تھا۔ نہ باہر ہی سے کوئی اطلاع ملی تھی اور ۱۸ر اپریل کو ۳۰ رشعبان تھی اسی کے مطابق ۱۹ر اپریل کو پہلا روزہ رکھا گیا۔ مگر میاں محمد امین و فضل الہی صاحبان احمدی سوداگران پنجابی مقیم ریاست جوناگڑھ کا خط سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے حضور پہنچا ہے۔ جس میں وہ لکھتے ہیں کہ

"مورخہ ۱۷ر اپریل بروز منگل ۲۹ رشعبان کو چاند بچشم خود دیکھا۔ بلکہ کل علاقہ کاٹھیاواڑ میں دیکھا گیا۔ اس جگہ تمام شہر و نیز چند اشخاص احمدی بھائیوں نے چاند دیکھا ہا"

اس خط کی بنا پر حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے فرمایا ہے کہ اخبار میں اعلان کیا جائے کہ اگر ہمارے حساب کے مطابق ۲۸ رمضان ۲۹ر کو ہلال عید نظر آئے تو عید کے بعد احباب جماعت احمدیہ ایک روزہ اور رکھیں۔

احباب ملاقات کریں پیر ۷ر اگرہ فورٹ سے کانپور والی لائن بی بی اینڈ سی۔ آئی ریلوے پر واقع ہے۔ جو احباب آگرہ سے اچھنیرہ۔ متھرا۔ کاس گنج۔ فرخ آباد۔ قائم گنج وغیرہ جانے والے ہوں ان کو چاہئے کہ وہ براہ مہربانی مجھے اپنی اطلاع کر دیا کریں۔ تو میں ان کو گاڑی کے وقت پر ملنے کے واسطے آسکتا ہوں۔ لیکن بغیر اطلاع کے میرا ملنا محال ہے۔ کیونکہ میں صبح سے دورہ پر جاتا ہوں تو دوپہر کے بعد شام کو واپس آتا ہوں۔ اس واسطے احباب کو چاہئیے۔ کہ ضرور مجھے اطلاع کرکے مل لیا کریں۔ میرا پتہ خط و کتابت کیلئے یہ ہے۔

چوہدری برکت علی خاں احمدی راجپوت موضع پیرکھم ریلوے سٹیشن ڈاکخانہ فرح ضلع متھرا

نوٹ:۔ یاد رہے کہ منگل۔ بدھ۔ جمعہ اور ہفتہ کو ڈاک فرح سے آتی ہے۔ اس کا لحاظ رکھکر اطلاع کیجاوے

حق کا بول بالا

۱۔ سٹر دعہ کے متعلق جس شخص عدالت خاں نام نے ارتداد کی جھوٹی خبر مضمون کی صورت میں مختلف اخبارون میں چھپوائی تھی وہ پاگل ہوگیا ہے۔

۲۔ نظام الدین رنگریز سٹر دعہ اعلان کرتا ہے کہ میری نسبت جو خبر ارتداد شائع کی گئی ہے وہ غلط ہے میں تو احمدی ہوں۔ چنانچہ وہ باقاعدہ جماعت میں شامل ہے

چودھری محمد علی خاں سٹوڈنٹ ہائی سکول راجپوت سٹر دعہ

چودھری فضل احمد خاں صاحب مکرمی چودھری فضل احمد خاں صاحب سپرنٹنڈنٹ بورڈنگ ہاؤس تعلیم الاسلام ہائی سکول دارالامان و سیکنڈ لیفٹننٹ ۱۵/۱۵ پنجاب رجمنٹ ابتداء ۱۵ اپریل سے بغرض ملٹری ٹریننگ جہلم گئے ہوئے تشریف لے گئے ہیں۔ آپ کی بجائے فی الحال مکرمی مولوی

606

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الفضل
قادیان دار الامن والامان ۔ مورخہ ۷ مئی ۱۹۲۳ء

مسافر احمدی مبلغین کا مسلح محاصرہ
ایک ہندو راجہ کی انگریزی براج میں خلاف قانون سازش
بندوقوں کے زور پر اسلام قبول کرنے میں روک

مسلمان بادشاہ بدنام کئے جاتے ہیں کہ انھوں نے جبراً ہندوؤں کو مسلمان بنایا۔ اورنگ زیب پر الزام لگایا جاتا ہے ۔ کہ وہ صبح سے شام تک سوا من جنیو جب تک نہ توڑ لیتا تھا۔ اس وقت تک روٹی نہیں کھاتا تھا۔ اور ہندوؤں کی طرف سے بارہا یہ کہا جاتا ہے ۔ کہ جس قدر ہندوستانی اقوام ایسی ہیں جنھوں نے گذشتہ زمانوں میں اسلام قبول کیا تھا۔ ان سب نے تلوار کی دھار کے نیچے کلمہ پڑھا تھا۔ ان کو مجبور کیا جاتا تھا کہ مسلمان ہو یا آب خنجر پیو۔ اسلام لاؤ یا سر دو۔ اسلام قبول کرو۔ یا جان سے ہاتھ دھولو۔ مگر یہ تمام الزام بے ثبوت ہیں۔ حقیقت ہیں۔ ان الزامات کا ہندو دماغوں کی مخفی کوٹھڑیوں کے سوا زندہ اور صحیح تاریخ کے صفحات میں کوئی ثبوت نہیں کوئی سند نہیں۔ ہاں ان واقعات کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ جو ہندو قوم باضابطہ اور متفقہ اور منضبط طاقت کے ساتھ مسلح ہو کر آج اسلام کے خلاف مسلمانوں کے خلاف اور ان لوگوں کے خلاف جو اپنے دلی میلان سے اسلام قبول کرنا چاہتے ہیں۔ اختیار کر رہے ہیں۔ ہندو لوگ برطانیہ کے راج میں مسلح ہو کر چھاپے مارتے جاتے ہیں کہ اپنے قوت اور زور سے مسلمان ہونے کا ارادہ رکھنے والوں کو چھین لے جائیں۔ اور اسلام کا وعظ کرنیوالوں کو قتل کر ڈالیں ۔

یہ واقعات تو اخبارات میں بہت دفعہ آ چکے ہیں کہ جب ہندو لوگ کسی جگہ شدھی کرنے کے لئے جاتے ہیں۔ تو موٹروں پر سوار ہو کر بندوقوں ۔ نیزوں ۔ بھالوں اور دیگر اسلحہ کے ساتھ مسلح ہو کر جاتے ہیں کہ اپنے اسلحہ کی مدد سے شدھی کرائیں۔ اور نہ صرف مقامی عوام ہی اس تحریک میں شامل ہیں ۔ بلکہ بعض مسلمہ ہندو ریاستیں بھی اپنے اثر و رسوخ سے اس تحریک کو کامیاب بنانے میں سر توڑ کوشش کر رہی ہیں۔ چنانچہ ذیل میں ایک نہایت خوفناک سازش کا راز طشت از بام کیا جاتا۔ یہ واقعہ مسلمانوں کے لئے خطرہ کا الارم اور تنبیہ کا جا بک ہے ۔ پبلک کو معلوم ہے کہ ایک ہندو نوجوان نے ہمارے ایک احمدی مبلغ میاں محمد یامین صاحب احمدی قادیانی کے ذریعہ ہندو دھرم کی غلطی اور اسلام کی صداقت معلوم کر کے انہی کی معرفت اخبارات میں یہ اعلان شائع کیا کہ :-

”میں مسلمان ہوتا ہوں“

میرے ہندو بھائیو! سلام کے بعد عرض کرتا ہوں کہ ہمارا یہ ہندو دھرم کسی وقت ہندو دھرم تھا ہمیں یہ نہیں پتہ چلتا ہے ۔ کہ ہمارے کرشن جی کے بعد کونسا ”اوتار“ ہوا ہے ۔ جو کہ ہندو دھرم کو قائم رکھتا۔ اس ہندو دھرم کی کب تک یہ حالت رہیگی ہمیں ایک مولوی صاحب کی زبانی معلوم ہوا ہے کہ وہ مسلمانوں میں ۱۳۴۱ برس ہوئے کہ محمد صاحب اوتار پیدا ہوئے تھے ۔ تو پھر خیال کرنے کی بات ہے کہ جب ہمارے دھرم میں قریب دو جگ کے ہو گئے ہیں اور کوئی اوتار نہیں ہوا۔ میرے ہی دھرم میں نہیں بلکہ ہر ایک دھرم میں سوائے دین اسلام کے اور کوئی اوتار نہیں ہوا ہے ۔ اب ہم پھر ہندو بھائیوں سے یہ کہتے ہیں ۔ کہ پرمیشر ایک ہے ۔ اس کی سچائی جس مذہب میں ہے ۔ اسی کو قبول کرنا چاہیئے ۔ زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں ہے ۔ میں اپنا یہ مضمون یہیں پر ختم کرتا ہوں ۔ بتا دینا چاہتا ہوں ۔ کہ میں کون ہوں ۔ میرا نام جگہ سیا سنگھ ولد ملک سنگھ موضع سیلونی ڈاک خانہ ٹنڈولی ضلع فیض آباد۔ قوم کاٹھا کر گوتر سورج بنسی ۔

میں امید کرتا ہوں ۔ میرے ہندو بھائی اگر ان کے پاس سچائی ہے ۔ تو میرے دل کو تسلی دینگے جگہ سیا سنگھ معرفت محمد یامین احمدی ۔ ہاتھی پور ضلع فرخ آباد “ دکھیل ۱۲ - اپریل ۱۹۲۳ء

یہ مضمون ہمدم میں بھی شائع ہوا ہے ۔ (صفحہ ۴ ک ۳)

اس اشتہار کے شائع کرنے کے بعد کچھ دن تک انتظار کر کے یہ ہندو نوجوان ہمارے مبلغوں کے پاس آیا! کہ میں مسلمان ہونا چاہتا ہوں ۔ محمد یامین صاحب اسکو فرخ آباد ضلع کے انچارج ماسٹر محمد شفیع صاحب اسلم کے پاس لے آئے ۔ معلوم ہوتا ہے کہ ہندو صاحبان چونکہ دلائل سے عاجز ہیں ۔ وہ دلائل سے تو اسکو قائل کر سکنے کی امید نہ رکھتے تھے ۔ انہوں نے خفیہ ہی خفیہ ایک خطرناک سازش کرنی شروع کی ۔ جس کی کیفیت ذیل کے تازہ آمدہ خط سے معلوم ہوتی ہے ۔ جو اس

علاقہ سے آیا ہے۔ یہ خط ۲۷ راپریل کو لکھا گیا ہے۔ اور اس میں تحریر ہے:۔

"رات کے آٹھ بجے کے قریب ایک شخص محمد یامین صاحب کو پوچھتا ہوا مکان پر چڑھ آیا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ آپ کا محمد یامین صاحب سے کیا مطلب ہے۔ اس نے کہا کہ میں نے اخبار ہمدم میں ایک مضمون معرفت محمد یامین پڑھا ہے۔ میں اسلئے آیا ہوں۔ کہ اس لڑکے کو سمجھاؤں۔ میں نے اس سے گفتگو شروع کی۔ اور بتایا کہ اس لڑکے کا سوال یہ ہے۔ اس کا جواب کیا ہے۔۔ ...... اس نے بتایا کہ ..... راجہ کا ملازم ہوں ..... رات کے ایک بجے میری آنکھ کھلی۔ کہ ایک موٹر بازار میں پھر رہی ہے۔ ہمارا مکان بازار میں بالاخانہ ہے۔ میں نے غور سے معلوم کیا۔ تو پتہ لگا کہ چھ سات آدمی بول رہے ہیں۔ ہم دونوں (راقم خط اور محمد یامین صاحب) بالاخانہ کی چھت پر جہاں لیٹے ہوئے تھے۔ بیٹھ کر نیچے دیکھنے لگے۔ اتنے میں موٹر ایک طرف سے پھر آئی۔ اور چند آدمی اس میں سے اُترے۔ اور کچھ باتیں کر کے موٹر پھر آگے نکل گئی۔ ان لوگوں نے ہمارا مکان چاروں طرف سے گھیر لیا۔ پچھواڑے ایک ہندو کا مکان تھا۔ اس کو اپنے ساتھ ملا لیا۔ مکان کے ایک طرف مندر تھا۔ تیسری طرف گلی اور چوتھی طرف بازار تھا۔ پندرہ منٹ کے بعد موٹر پھر آئی۔ اور چند آدمی اُترے۔ ہمارے مکان کے نیچے موٹر کھڑی رہی۔ اور تھوڑی دیر ٹھہر کر پھر چلی گئی۔

غرض اس طرح سے ایک بجے سے ساڑھے تین بجے تک ہوتا رہا۔ کبھی موٹر ادھر کو جاتی، کبھی ادھر کو موٹر نہایت آہستگی سے چلائی جاتی تھی۔ اور مکان کے پاس آکر اس کی بتی کو بجھا دیا جاتا تھا۔ اور عین مکان کے نیچے ٹھہرتی تھی۔ اس طرح کوئی تیس پینتیس آدمی مکان کے گرد جمع ہو گئے جو لاٹھیوں سے مسلح تھے۔ دور سے جو موٹر کی روشنی پڑتی تھی۔ یہ لوگ ہمیں صاف نظر آتے تھے۔ کئی سفید پوش تھے ...... اور ایک دو بندوقیں بھی ان کے ساتھ تھیں۔ غرض ان لوگوں نے پورے طور پر ہمارے مکان کا محاصرہ کر لیا ...... ان لوگوں کا منشاء یہ تھا کہ مکان کے تختے توڑ کر اندر چلے جائیں اور ایک دو کو مار پیٹ کر اور لڑکے کو موٹر پر بٹھا کر چلے جائیں ...... ہم نے اس مصیبت کے وقت میں اپنے مولا کو یاد کیا۔ اور دعا کی کہ یا الٰہی تو دلوں کا مالک ہے۔ ہم نے کوئی جرم نہیں کیا۔ دشمن محض اسلئے درپے ہیں کہ ایک ہندو تیرے پیارے دین اسلام کو قبول کرنے کیلئے ہمارے پاس موجود ہے تو ہماری مدد فرما کہ تیرے سوا کوئی مددگار نہیں۔ عین اس وقت جبکہ رات کے ۳ بجے دشمن نے ہمارے مکان کو گھیر لیا ہوا ہے۔ اور چاہتے ہیں کہ ان چند غریب الوطن لوگوں کو مسل دیں۔ اللہ تعالیٰ نے مدد فرمائی۔ وہ یہ کہ ایک طرف سے پولیس سارجنٹ مع چند سپاہیوں کے آگیا۔ اس کو دیکھ کر یہ لوگ دوکانوں میں گھس گئے۔ سارجنٹ نے ہمیں چھت پر کھڑے دیکھ کر دور سے بلایا۔ کون کھڑا ہے۔ اور کیوں دیکھ رہے ہے محمد یامین اور میں نے خدا کا شکریہ ادا کیا۔ اور فوراً بولے کہ آپ پولیس مین ہیں۔ کہا ہاں۔ بتاؤ کیا ہے۔ ہم نے کہا۔ شکر ہے۔ ہمیں آپ کی اس وقت ضرورت ہے۔ ہمارا مکان چاروں طرف سے گھرا ہوا ہے۔ اور یہاں ایک موٹر آتی ہے۔ اور یہ واقعہ ہے سن کر بہت حیران ہوا۔ ایک دوکان میں چند آدمی بیٹھے تھے۔ ان کو پوچھا کہ تم کیوں بیٹھے ہو۔ سختی سے ڈانٹا۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں کچھ پتہ نہیں۔ صرف اتنی خبر ہے کہ ..... راجہ کا انتظام ہے۔ اس کا حکم ہے۔ کہ ہم یہاں بیٹھے رہیں۔ سارجنٹ نے پھر پوچھا۔ کیوں راجہ صاحب نے ایسا کیا۔ جواب دیا کہ کچھ پتہ نہیں۔ آخر سارجنٹ ہماری تسلی کر کے کوتوال صاحب کو بلا لایا ...... انہوں نے آتے ہی ان لوگوں کو ڈانٹا۔ تب انہوں نے صاف صاف بتا دیا کہ ایک لڑکا ہندوؤں کا اس مکان میں ہے ..... اور ہم اس لڑکے کو لینا چاہتے ہیں۔ کوتوال صاحب نے ہم سے سوال کیا کہ کیا قصہ ہے۔ میں نے سب کچھ بتایا۔ لڑکے کو کوتوال صاحب نے بلایا کہ تم کس طرح آئے ہو۔ زبردستی لائے گئے ہو یا خوشی سے ...... لڑکے نے جواب دیا۔ میں اپنی خوشی سے یہاں آیا ہوں۔ یہ میرا خیال ہے کہ اسلام سچا مذہب ہے۔ میں نے ایک اشتہار بھی دیا تھا ......

غرض راجہ ..... کی ایک سازش تھی۔ شہر کے ہندو اس میں شامل تھے۔ ہمارے اردگرد کے دوکاندار اسمیں شامل تھے۔ اردگرد کے مکانوں والے اسمیں شامل تھے ...... راجہ نے تار دیکر اجودھیا سے لڑکے کے باپ کو بلایا۔ اور فرخ آباد کے ہندوؤں سے مدد لی اور اپنی موٹر اس کام کے لئے دی۔ اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ راجہ ..... (قریب ہی) ٹھیرا ہوا تھا۔ اور بار بار جا کر موٹر اس کو خبر دیتی تھی۔"

ہمارے معزز اور محترم رپورٹر نے جو واقعات لکھے ہیں۔ وہ ایسے قدرتی اور سادہ ہیں۔ کہ ان کو پڑھنے سے ہندوؤں کے بہت سے رازہائے سربستہ اور اشدھی کے متعلق ان کی آرگنیزیشن روز روشن کی طرح ظاہر ہوتی ہیں۔ اب تک تو اخبارات میں یہی شائع ہوتا رہا ہے کہ جہاں اشدھی ہوتی رہی ہے۔ وہاں ہندو لوگ موٹروں اور اسلحہ کے ساتھ بڑے جاہ و کر کے جاتے ہیں کہ رعب ڈالکر اشدھی کریں۔ اسی وجہ سے دفعہ ۱۴۴ بعض علاقوں میں آگرہ کے مجسٹریٹ نے جاری کر دی تھی۔ گو ہندو لوگوں نے بعد میں ان واقعات سے انکار کیا۔ مگر اس خوفناک سازش کے اظہار نے ہندوؤں کی تمام پالیسی اور چالوں کو ننگا کر کے پبلک کے سامنے کھڑا کر دیا ہے۔ اگر ہمارے رپورٹر کی یہ رپورٹ درست ہے۔ اور ہمیں یقین ہے کہ یہ درست ہے۔ اور کوئی وجہ نہیں کہ اس رپورٹ کی صداقت میں شبہ کیا جائے۔ تو اس سے پتہ لگتا ہے۔ کہ نہ صرف اشدھیوں کے مواقع پر ہندو لوگ اسلحہ سے مسلح ہو کر بڑے بڑے جتھوں کے ساتھ جاتے رہے ہیں۔ بلکہ اس میں تمام ہندو سیاست دان اور راجے مہاراجے بھی شامل ہیں۔ اور ان کی ہمدردی محض لفظی نہیں .... اور وہ اپنے روپیہ سے ای

اس تحریک سے ہمدردی نہیں کرتے۔ اور نہ یہ ہے کہ وہ خفیہ مالی مدد کسی نہ کسی ذریعہ سے کرتے ہوں۔ بلکہ علاوہ ان ہمدردی کے طریقوں کے ہندو راجے باوجود گورنمنٹ برطانیہ کے عہد کے اور قانون کی حکومت کے ایسے مجامع کی سرپرستی کرتے ہیں۔ جو سراسر خلاف قانون اور ڈکیتی کے مجمع کہلائے جانے کے مستحق ہیں۔ اپنے ملازمین کو مسلمانوں کو نقصان پہنچانے اور لوگوں کو اسلام قبول کرنے سے روکنے کیلئے بھیجتے ہیں۔ اور ہندو بنانے کیلئے پورے سامان بہم پہنچاتے ہیں۔ اگر یہ بات نہیں تو بتایا جائے کہ راجہ صاحب کا (جنکا نام ہمارے پاس محفوظ ہے) اپنے اہلکاروں کو مسلمان مبلغوں کو نقصان پہنچانے کیلئے بھیجنے سے کیا مطلب تھا۔ اگر راجہ صاحب زبردستی ایک ہندو کو مسلمان ہونے سے روکنا نہیں چاہتے تھے تو اس طرح رات کے وقت استقدر مسلح لوگوں کا مجمع کیوں کیا گیا تھا۔ وہ لوگ خفیہ خفیہ کیوں مکان کا محاصرہ کر رہے تھے۔ اور اپنی خاص موٹر انہوں نے اس مسلح جماعت کو خاموشی اور سرعت سے منزل مقصود پر پہنچا دینے کے لئے کیوں دی تھی۔ موٹر کا بار بار مسلح آدمیوں کو لانا اور ایک خاص مکان کے گرد گھیرا ڈالنا اور ان آدمیوں کا ہر قسم کے ہتھیاروں سے مسلح کرنا کھلے طور پر بتا رہا ہے کہ نہ صرف عوام ہندو تحریک شدھی میں شامل ہیں۔ بلکہ ان کے راجے اور ریاست والے بھی اس بات پر تلے ہوئے ہیں کہ مسلمانوں کو مرتد کیا جائے۔ اور جو ہندو صداقت اسلام قبول کرنے پر آمادہ ہو اس کو بزور روکا جائے۔ اور ان لوگوں کو مارا اور ضرورت ہو تو قتل کر ڈالا جائے جو اسلام کی اشاعت کر رہے ہیں۔ مگر کیا جو لوگ سچائی کے بھوکے اور مذہبی آزادی کے مدعی ہوں ان کا یہی مدعا ہوتا ہے۔ اور وہ اسی طرح بیکس بے بس مسافروں کے مکانوں کا مسلح محاصرہ کر لیا کرتے ہیں۔ ہرگز نہیں۔ پس کیا ان حالات میں ہمارے مسلمان بھائی سوتے رہینگے۔ اور ہندوؤں کے اس ظالمانہ فعل سے پورے زور سے اظہار نفرت نہیں کرینگے۔ اور اپنی زندگی کے مقام کیلئے آخری جدوجہد کرنے کیلئے تیار نہیں ہوں گے۔ اسمیں کوئی بھی شک نہیں۔ کہ اس رات کی تاریکی میں آدھی رات کو جمع ہونے والے مجمع کے ارادے امن پسند لوگوں کے ارادے نہیں تھے۔ وہ [illegible] لیکر مسلح اور صفائی کے لئے نہیں آئے تھے۔ وہ یقیناً نہ تھے۔ اور بے خبر مسلمانوں پر اپنا ہاتھ صاف کر کے اپنے پُر امن طریق "شدھی" اور "ہندو مذہب ہمیشہ دلائل کیساتھ پھیلا ہے" کا عملی ثبوت دینے آئے تھے۔ یہ تو خدا تعالےٰ کا فضل تھا کہ اس نے عین وقت پر پولیس کو بھجوا دیا۔ اور اس کے رعب سے اور بر موقع دخل دینے سے ان لوگوں کے ارادے دب گئے۔ ورنہ کون کہہ سکتا ہے۔ کہ یہ پرسرام کے جانشین اس وقت مسلمان مبلغوں سے وہی سلوک نہ کرتے جو اس برہمن دیوتا نے راجپوتوں سے کیا تھا۔ یا اپنے علاقہ کے بھائیوں سے کرتارپور کے ہندوؤں والا معاملہ نہ کرتے۔ اس طرح چوری آنا اور رات کے اندھیرے میں ہتھیار بند آنا ضرور معنے رکھتا ہے۔

آخر میں ہم اپنے مبلغین سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ ان واقعات کی پرواہ نہ کریں۔ بلکہ پہلے سے بھی زیادہ جوش سے کام کریں۔ وہ تو گورنمنٹ برطانیہ جیسی امن پسند گورنمنٹ کے زیر سایہ ہیں اور اس کا زبردست ہاتھ ہمیشہ مظلوموں کے بچاؤ کیلئے اٹھا رہتا ہے۔ ان کے بزرگ بلکہ ان کے بھائی تو ان علاقوں میں کام کر کے دکھا چکے ہیں۔ جہاں ان کا کوئی بھی حفاظت کرنیوالا نہ تھا۔ ان کو یاد رکھنا چاہیئے کہ اس قسم کے ناشائستہ فعل انسان اسی وقت کرتا ہے جب اس کے دل میں خدا کا خوف نہ رہے اور اس کی بصارت گناہ کی تاریکی میں سے ڈھانپی جائے۔ پس ان کا فرض ہے کہ پہلے سے بھی زیادہ عزم اور استقلال سے ان لوگوں کو راہ راست پر لانے کی کوشش کریں۔ اور یاد رکھیں کہ ان کا دشمن وہ ہاتھ نہیں ہے جو بظاہر ان کے خلاف لٹھ اٹھاتا یا بندوق کا نشانہ لگاتا ہے۔ ان کا دشمن وہ شیطان ہے جو ان لوگوں کے دلوں میں بیٹھکر ان کو دائرہ انسانیت سے خارج کام کر رہا ہے۔ پس ان کو اس شیطان کو مار کر ان لوگوں کو اس کی قید سے چھڑانا چاہیئے اس وقت یہ تو رات کی تاریکی میں مسلمان مبلغین کو مارنے کیلئے نہیں بلکہ ہر خطرہ کے وقت ان کی حفاظت کیلئے کھڑے ہو جائینگے۔ بہادروں کا حوصلہ وسیع ہوتا ہے۔ اور ان کی ہمت بلند ہوتی ہے۔ اور ہم یقین رکھتے ہیں کہ ہمارے مبلغ اپنے آپ کو ایسا ہی ثابت کریں گے۔

سکھوں کو نہ صرف مسلمانوں بلکہ ہندوؤں میں بھی تبلیغ کی اجازت ہے

۲ رمئی کے کیسری (لاہور) میں ایک مقدمہ کی روئداد بعنوان "مسلمان سکھوں کو اپنے مذہب کا پرچار کیوں نہیں کرنے دیتے" شائع ہوئی ہے۔ مقدمہ یہ ہے کہ ایک مسلمان لڑکی جو اپنے بھائی کے سرپرستی میں رہتی تھی اسے ایک سکھ نے اپنے قبضہ میں کر لیا ہے۔ اس پر اس کے بھائی کی طرف سے عدالت امرتسر میں مقدمہ دائر کیا گیا ہے۔ اس مقدمہ کا کیا فیصلہ ہوگا اور کس کے حق میں ہوگا ہم کچھ نہیں کہنا چاہتے۔ کیونکہ ابھی مقدمہ زیر تجویز ہے لیکن یہ بات روز روشن کیطرح ظاہر ہے کہ یہ ایک شخص کا ذاتی فعل ہے اس کا کسی مذہب کی اشاعت اور تبلیغ سے کوئی تعلق نہیں۔ اس سے یہ کہاں ثابت ہو گیا کہ مسلمان سکھوں یا کسی اور جماعت کی تبلیغی مساعی میں رکاوٹ ڈالنا چاہتے ہیں۔ مسلمان خوش ہیں کہ تمام مذاہب اپنی اپنی صداقت کے دلائل پیش کریں۔ اور حقانی دلائل کیساتھ دنیا کو اپنے اندر جذب کریں مگر اغوا کے خلاف عدالتی چارہ جوئی کرنے کو مذہبی تبلیغ میں رکاوٹ ڈالنے والا خیال کرنا انصاف کا خون ہے لیکن اس سے اتنا ضرور معلوم ہوتا ہے کہ ہندو قوم اس طرز تبلیغ کو بہت مرغوب اور پسندیدہ اور مستحسن خیال کرتی ہے۔ اس لئے اکالی نوجوانوں کو اس زرخیز تبلیغی میدان میں قدم رکھکر ان لاکھوں بیوہ ہندو عورتوں کو امرت چھکا کر اکالنیں بنانا چاہیئے۔ علاوہ اس کے کہ اکالی نوجوانوں کو اغوا جیسے مذموم افعال کا ارتکاب نہیں کرنا پڑیگا۔ بلکہ وہ ہندو عورتیں جو بیوگی کی وجہ سے طرح طرح کی گندہ زندگی بسر کرنے پر مجبور ہیں جن کے نظارے کھلے طور پر ہردوار و کاشی اور جگن ناتھ جی میں نظر آتے رہتے ہیں۔ اکالیوں کے ذریعہ نجات پا جائینگی۔ تاریخ بتاتی ہے کہ سکھ قوم کا ماخذ ہندو قوم ہی ہے اس لئے بہتر ہے کہ اکالی تبلیغی کوششوں کا جولانگاہ وہی مقدس آبائی میدان ہو جائے۔ جہاں یہ سپاہی مبلغین مذہب سکھ ترک کر چکے ہیں۔ اور ہم اکالی صاحبوں کو کیسری کے بیان کے بنا پر یقین دلاتے ہیں کہ ہندو قوم وقتاً فوقتاً ان کی اس قسم کی ہندو گھرانوں میں تبلیغی مساعی سے ناراض نہ ہونگے۔ نہ مقدمہ بازی کی طرف آئینگے۔ بلکہ اپنے پرشیر کے بھجن گائیں گے۔ کہ اس نے عین ایسے وقت میں جبکہ ہندو قوم کا آدھا حصہ بوجہ مردوں کی کمیابی کے معطل کی طرح ہو رہا تھا۔ ان کی [illegible] بیڑا پار کر دیا۔ اور ہم کیسری اور اس کی قوم سے توقع رکھتے ہیں۔ کہ وہ اکالیوں کے لئے اپنے دروازوں کو چوپٹ کھول دیگی اور ہندو قوم میں اکالی مذہب کا پرچار کرنے پر دھن باد کہے گی۔

اسلام کی تلوار یا ہندؤں کا تیر

۳ رمئی کے کیسری میں بعنوان "مولنا ابوالکلام سے پرارتھنا" ایک مضمون شائع ہوا ہے۔ جس میں اسلام کے خلاف اپنے دیرینہ بغض و عداوت کا ثبوت دیتے ہوئے اپنے قدیم تعصب کے ترکش سے بہت سے زہر میں بجھے ہوئے تیر چھوڑے ہیں۔ مگر اس ہندو قوم کے بھاٹ کو اپنے مہابیروں کے کارناموں سے اتنی ناواقفیت ہے کہ وہ نہیں جانتا کہ ہندوستان کے قدیم اور اصلی باشندے جو کہ دراصل ہندوستان کی پراچین تہذیب کے وارث و حامل تھے آریہ کے مقدس اور پاک حملہ آوروں کے تیروں کے زخم کھا کھا کر آج تک پہاڑوں کی چوٹیوں غاروں بھیانک پر وحشت جنگلوں اور بیابانوں میں اپنی گذشتہ شوکت و عظمت اور نیز آریہ حملہ آوروں کے نیک سلوک کی داستانیں کہتے ہوئے بھٹکتے پھر رہے ہیں۔ کیا بھیل گونڈ۔ کول۔ سنتال۔ بھوڑوں۔ جیسے پریشان حال ہندی الوطن اقوام کے ہوتے ہوئے مسلمانوں کی طرف ظلم کی منسبت کی جا سکتی ہے۔ پھر کیا بدھ مذہب کو اپنے جنم استھان سے دیس نکالا دیکر اس کے مقدس مقامات سے ہمیشہ کے لئے جلاوطن کرنے والی قوم مسلمانوں کو ان پارسیوں کو ایران سے نکال لینے کا الزام دیسکتی ہے جن کی اب بھی بہت بڑی آبادی تبریز اور اس کے گرد و نواح میں پھیلی ہوئی ہے۔ اور اب بھی ایک اسلامی سلطنت کے ماتحت باوجود اس کے کہ اس کی ایک تھوڑی سی جماعت ہندوستان میں ایک یورپین مہذب سلطنت کے ماتحت زندگی گذار رہی ہے۔ باامن و امان رہتی ہے اور نہ صرف رہتی ہی ہے بلکہ باوجود اس کے کہ کہا جاتا ہے کہ اسلامی سلطنتیں دولت و عزت کی حفاظت نہیں کرتیں۔ اب بھی وہ اپنا نفع اسی میں دیکھتی ہے۔ کہ اسلامی سلطنت کے ہی زیر سایہ رہے۔

قارئین کرام غالباً اس تاریخی واقعہ سے چشم پوشی کرنے کی تکلیف گوارا نہ کرینگے۔ کہ بدھ دھرم کا مولد و منشا ملک و دیش ہے۔ کیا ہمارے ہندو بھائی بتا سکتے ہیں کہ یہ قوم اور نہایت ہی پرامن مذہب کیوں اپنی جائے پیدائش سے ہزاروں کوس دور ایک جزیرے میں محبوس ہے یہ علیحدہ بات ہے کہ ویدک دھرم کے پجاری جنہوں نے اس مظلوم دھرم کو اپنے جنم استھان سے دیش نکالا دیا تھا۔ اپنی اس سلطنت اور طاقت اور بل سے محروم ہیں۔ جس کے بھروسے پر انہوں نے ایک بدھ جیسے با خدا انسان کے متبعین پر ظلم توڑے تھے۔ اور وہ مظلوم اپنی مظلومیت کے باعث دنیا کی ایک معزز اور محترم اقوام میں سے ہیں۔

پردہ اور موجودہ ہندو مسلم فسادات

ابھی امرتسر کے فساد پر چند ہی دن گذرے تھے کہ ۲۹ راپریل کی شب کو ملتان میں دوبارہ فساد ہو گئے اور ۲۶ راپریل کو دہلی میں فساد ہوتے ہوتے رکنے کی خبریں اخباروں میں گھومنے لگی ہیں۔ ان تمام موجودہ فسادات پر ایک عام نظر ڈالنے سے جو بات ہندو اخبارات کے بیانات کی بنا پر مشترک نظر آتی ہے۔ وہ ہندو عورتوں کے ساتھ چھیڑ خانی ہے جو کہا جاتا ہے کہ مسلمانوں کی طرف سے پیش آئی۔ گو مسلمان اخبارات نے اس قسم کے بیانات کی ہمیشہ تغلیط کی ہے۔ مگر ہندو اخبارات کی سب سے پہلی کوشش فساد کی ابتدا معلوم کرنے کی یہی ہوتی ہے۔ کہ کسی ہندو "دیوی" کی عصمت کا سوال ہوتا ہے۔ اول تو ہمیں ہندو قوم کی غیرت پر ہی رونا آتا ہے۔ کہ اپنے آپ کو مظلوم ثابت کرنے کیلئے وہ اپنی سیتا اور دروپدی صفت خواتین کو تختۂ مشق بناتے ہیں۔ اور اگر یہ واقعات صحیح ہیں اور مسلمانوں کی طرف سے ایسی ہی وحشیانہ اور خلاف مذہب اسلام حرکات سرزد ہوئی ہیں جن کو ہم صحیح یقین کرنے کے لئے سردست تیار نہیں ہیں۔ تو علاوہ ایسے نالائق مسلمانوں پر نفرین کرنے کے ہمارا اخلاقی فرض ہے کہ ہم ہندو بھائیوں کو نہایت درد بھرے دل سے مشورہ دیں کہ لِلّٰہ اپنی دیویوں پر رحم کر کے پائے استوار ہیں بے محابا نہ پھرائیں۔ بلکہ مقدس مذہب اسلام کے اس اصول پر سختی سے کاربند ہوں۔ جس پر عملی دو آمد کرنے کے امید ہے کہ ہمارے ہندو بھائیوں کو وہ روز بد دیکھنا نصیب ہوگا جو کہ ان کے بیان کے بموجب انہیں ملتان۔ امرتسر دہلی اور خدا جانے کہاں کہاں دیکھنا پڑا ہے۔

دونوں سچے ہیں مگر تمہاری خوش فہمی کا کیا علاج

آریوں نے دعویٰ کیا تھا کہ تین ہزار ملکانے شدھ ہو گئے ہیں۔ اسپر معزز ہمعصر وکیل نے لکھا۔ "کہ جو لوگ فی الواقعہ آریہ ہوئے ہیں ان کی تعداد ۳۰ سے زیادہ نہیں"۔ نوگانوں کی شدھی کے متعلق آریوں نے اعلان کیا کہ دو ہزار ملکانے شدھ ہوئے ہیں۔ اس کے متعلق ڈاکٹر موتی خاں کا جنہوں نے چشم دید بیان جناب چوہدری فتح محمد خاں صاحب سیال ایم۔ اے امیر وفد المجاہدین قادیان متعینہ آگرہ نے شائع فرمایا جس میں ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں۔

"جو بہت عرصہ سے آریوں کے زیر اثر تھے ان کی تعداد ساٹھ سے زائد نہ تھی" ان دونوں بیانات کو لیکر پرتاپ ۲۹ راپریل نے ایک نوٹ بعنوان "وکیل سچا ہے یا مولانا فتح محمد سیال" اس کے جواب میں ہم صرف اس قدر بتانا چاہتے ہیں۔ کہ معزز وکیل بھی سچ کہتا ہے اور مولانا سیال بھی۔ مگر آپ کی خوش فہمی کا ہمارے پاس کچھ علاج نہیں۔ کیونکہ وکیل کا یہ منشا ہے کہ آریوں کی طرف سے جو ہزاروں مسلمانوں کے شدھ ہونے کے دھڑا دھڑ اعلان شائع ہو رہے ہیں غلط ہیں۔ کیونکہ ان سینکڑوں یا ہزاروں میں سچے دل سے فی الواقعہ آریہ دھرم کو جو لوگ سچا سمجھکر مرتد ہوئے ہیں۔ ان کی تعداد بیس ہو گی۔ ورنہ ہمعصر موصوف کو اس سے انکار نہیں۔ کہ اشدھی [illegible] زیادہ نہیں ہوئے۔ اور ڈاکٹر موتی خاں کا بیان جو جناب چوہدری فتح محمد صاحب نے شائع کیا ہے اس کا منشا یہ ہے کہ جو لوگ کسی بھی وجہ سے شدھ ہوتے ہیں انہیں یہ بحث نہیں کہ وہ اسلام میں نقص سمجھکر یا آریہ دھرم میں خوبی دیکھکر اشدھ ہوئے ہیں بلکہ محض یہ ہی کہ کسی دباؤ سے یا کسی غرض سے یا کسی اور مصلحت سے جو لوگ نوگانوں میں اسدن مرتد ہوئے ہیں جسدن ان کی اشدھی ہوئی تھی جس کے متعلق آریوں نے اعلان کیا تھا کہ دو ہزار اشدھ ہو گئے ہیں وہ ۶۰ سے زائد نہ تھے۔ پس دونوں بیانات کا منشا مختلف ہے۔ اور ایک دوسرے سے ٹکراتا نہیں۔ لیکن اسکو ایک دوسرے کے بیان کی تردید سمجھکر سوال کرنا کہ کون سچا ہے پرتاپ کی خوش فہمی اور دیانتداری عقل کا نتیجہ ہے ولس۔

خطبہ جمعہ

انسانیت کا بقاء ذکر اللہ سے ہے

دعاؤں پر زور دو

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

۲۷ - اپریل ۱۹۲۳ء

سورہ فاتحہ اور آیت شریفہ الذین اٰمنوا وتطمئن قلوبهم بذکر الله ط الا بذکر الله تطمئن القلوب الذین اٰمنوا وعملوا الصٰلحٰت طوبیٰ لهم وحسن مآب (الرعد ع ۴) کی تلاوت کے بعد فرمایا کہ:-

انسانی زندگی کے مختلف پہلو

انسانی زندگی کئی پہلوؤں پر مشتمل ہے - جس طرح انسان کی حالت کئی پہلوؤں پر مشتمل ہوتی ہے - اسی طرح اس پر فتویٰ بھی مختلف ہوتے ہیں - اس لئے کسی چیز پر ایک پہلو کے لحاظ سے فتویٰ نہیں لگایا جا سکتا - جو لوگ کسی چیز پر غور کرتے ہوئے مختلف حالتوں کو مد نظر نہیں رکھتے - وہ خود ٹھوکر کھاتے ہیں - اور دوسروں کے لئے بھی ٹھوکر کا موجب ہوتے ہیں - ایک نبی کی کئی حیثیتیں ہوتی ہیں - نبی ہونے کے لحاظ سے وہ لوگوں کی طرف خدا کا پیغامبر ہے - اس لئے وہ لوگوں کا حاکم اور بادشاہ ہے - لیکن وہ کسی ماں باپ کا بیٹا بھی ہے - اس نسبت سے ان کی اطاعت اور خدمت اس پر فرض ہے - پھر وہ کسی عورت یا عورتوں کا خاوند ہوتا ہے - اسلئے اس کا تعلق محب اور محبوب کا ہوتا ہے - باوجود نبی ہونے کے اسے بیویوں کے ناز اٹھانے پڑتے ہیں - اور ان کی دلجوئی کرنی پڑتی ہے - پھر وہ کسی اولاد کا باپ ہوتا ہے - اس لئے اسکو پیار سے اپنے بچوں کو اٹھانا بھی پڑتا ہے - ان کے کام بھی کرنے پڑتے ہیں - اس بارے میں وہ دوسرے لوگوں کی طرح اپنے بچوں کا خادم ہوتا ہے - پھر وہ بعض لوگوں کا دوست ہوتا ہے - اس تعلق سے اسکو دوستانہ تعلقات نبھانے پڑتے ہیں - اگر دنیاوی مشکلات ہوں تو اس کو قرض بھی لینا پڑتا ہے - اور اس قرض خواہ کے مطالبات برداشت کرنے پڑتے ہیں ۰

آنحضرت صلعم کی مختلف حیثیات

غرض نبی کی بھی کئی حیثیتیں ہیں - اگر کوئی ان مختلف حیثیتوں کو مد نظر نہیں رکھیگا - تو دھوکا کھائیگا - مثلاً حدیث میں آتا ہے کہ جس کوزے سے حضرت عائشہ صدیقہ پانی پیتی تھیں - آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اسی جگہ منہ لگا کر پانی پیتے تھے - اگر کوئی شخص اس واقعہ کو دیکھکر یہ کہے - کہ آنحضرت صلعم میں نعوذ باللہ کیا برکت ہوگی کیونکہ آپ تو عائشہ رض سے برکت ڈھونڈتے تھے - تو یہ اسکی نادانی ہوگی - کیونکہ آپ کا اس جگہ منہ لگا کر پانی پینا بحیثیت نبی کے نہ تھا - بلکہ خاوند کے تھا - پس اس طرح آپنے نمونہ قائم کر دیا کہ اپنی بیویوں سے حسن سلوک اور انکی دلجوئی اور خاطر داری یوں کی جاتی ہے - اسی طرح آپ بعض بچوں کے باپ تھے - لڑکے تو آپ کے بچپن کی حالت میں فوت ہو گئے تھے - لڑکیاں تھیں - ان لڑکیوں کے لڑکے آپ کے نواسے تھے - وہ آپ کی کمر پر چڑھ جاتے تھے - اور آپ انکو اٹھاتے تھے - کوئی شخص نہیں کہہ سکتا کہ ان بچوں نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ہتک کر دی - کہ آپ نماز پڑھتے تھے - اور وہ آپ کی کمر پر چڑھ گئے - اور انھوں نے آپ کو گھوڑا بنایا - پس یہ حالت نبوت کے لحاظ سے نہیں ہے - یہ حیثیت آپ کی محمد نبی کی نہیں تھی - محمد نانا کی تھی - کیونکہ حسن و حسین رضی اللہ عنہما آپ کے نواسے تھے - پس آپ ان کا نانا ہونے کی حیثیت سے ان کے ناز اٹھاتے تھے - کیونکہ ماں باپ کی طرح نانا نانی بھی اپنے نواسوں کے ناز اٹھایا کرتے ہیں - پھر آپ کے والدین تو زندہ نہ تھے - مگر ایسے رشتہ دار تھے - جو آپ کے لئے قابل عزت تھے - چنانچہ آپ ان کا لحاظ کرتے تھے جہاں آپ کی حیثیت نبوت و رسالت تقاضا کرتی تھی کہ آپ ہر ایک شخص سے عدل و انصاف کا سلوک کریں - وہاں آپ ان تعلقات کو کبھی فراموش نہ کرتے تھے - جنگ بدر میں حضرت عباس رض مسلمانوں کے ہاتھ میں قید ہو گئے تھے - عمر کے لحاظ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عباس میں چنداں فرق نہ تھا - حضرت عباس رض چند مہینے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے پیدا ہوئے تھے - اور حضرت عباس کی بھی یہ کیفیت تھی کہ جب بڑائی چھوٹائی کا ذکر کرتے تو یوں کہتے کہ بڑے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں - مگر پیدا پہلے میں ہوا تھا - غرض بلحاظ چچا ہونے کے حضرت عباس کی حیثیت باپ کی تھی - جب آپ قید ہو کر آئے تو دوسرے قیدیوں کے ساتھ زنجیروں میں جکڑے گئے تھے - ایسی سختی سے جکڑے ہوئے تھے کہ وہ حرکت نہ کر سکتے تھے - اس سے انکو تکلیف ہوتی تھی - آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو آپ کی تکلیف برداشت نہ ہو سکتی تھی - آپ بے چینی سے کروٹیں بدل رہے تھے - ایک صحابی نے یہ حالت دیکھی - اور عرض کیا کہ عباس کے بند ڈھیلے کر دوں - فرمایا جو سب قیدیوں سے سلوک ہے - اس سے وہ ممتاز نہیں کئے جا سکتے - آخر صحابہ نے سب قیدیوں کے بند ڈھیلے کئے - جس سے انھوں نے آرام کیا - اور آپ بھی آرام فرما سکے - آپ نے عدل و انصاف میں فرق نہ آنے دیا - گو حضرت عباس کا دل سے مسلمان تھے - مگر چونکہ کفار کی طرف سے آئے تھے اسلئے آپ کے ساتھ سلوک کفار جیسا ہی آپ نے کیا - بحیثیت بھتیجے کے آپ کو حضرت عباس کی تکلیف سے تکلیف تھی - مگر بحیثیت مسلمانوں کے حاکم اور بادشاہ کے آپ نے حضرت عباس سے کوئی علیحدہ سلوک نہیں کیا - سوائے اس کے جو سب سے کیا گیا -

تو ایک بات کو دیکھ کر فتوے نہیں دیا جا سکتا - رسول کریم حضرت عباس کا ادب کرتے تھے - لیکن اس سے یہ نتیجہ نہیں نکالا جا سکتا - کہ آپ سے حضرت عباس کا رتبہ بڑا تھا - ایک حیثیت پر دوسری کا قیاس نہیں کیا جا سکتا - رسول کھاتا پیتا بھی ہے اگر صحت کمزور ہو تو نبی کو زیادہ پیاس بھی لگ سکتی ہے بھوک بھی زیادہ لگ سکتی ہے - نبی کی جسمانی کمزوری کی حالت میں ایک تجربہ تنومند میں زیادہ قوت برداشت ہو سکتی ہے لیکن ان باتوں سے اس کی نبوت کی شان پر حرف نہیں آ سکتا - بشریت کے یہ بشری حالتیں ہوتی ہیں - اور نبوة

کی حیثیت ایں نبوت کی۔ پس نبی جو باتیں بشری تقاضا سے کرتا ہے۔ وہ اس کی ہتک نہیں۔ اور وہ باتیں اور ہونگی۔ اور وہ باتیں اور ہونگی۔ جو نبی ہونے کی حیثیت سے کریگا۔

انسان کی مختلف حیثیتیں

غرض حیثیتیں مختلف ہوتی ہیں۔ جس طرح نبیوں۔ ولیوں کی حیثیتیں مختلف ہوتی ہیں۔ اسی طرح انسان ہونے کی حیثیت سے بھی مختلف حیثیتیں ہوتی ہیں۔ کئی لوگ کئی حیثیتوں سے بڑے چھوٹے ہوتے ہیں۔ انسان جمادات سے بھی ایک نسبت رکھتا ہے۔ اگر نباتات سے نسبت نہ رکھتا۔ تو سبزیاں اور ترکاریاں پسند نہ کرتا۔ کیونکہ جنس جنس سے پرورش پاتی ہے۔ پھر حیوانات سے بھی مشابہت ہوتی ہے۔ اور حیوانی غذائیں کھاتا ہے۔ اور حیوانات سے اسکو اشتراک۔ مثلاً یہ ہے مخصوص آلات کے ذریعہ سانس لیتا ہے۔ علاوہ ازیں اور بھی چیزیں مشترک پائی جاتی ہیں۔ اس کو کام کے بعد آرام کرنا پڑیگا۔ نسل کے بقاء کے لئے مخصوص طریق سے مادہ سے تعلق رکھنا پڑیگا۔ اگر ایسا نہ کریگا۔ تو اس کی نسل قائم نہیں رہ سکتی۔ غرض اس میں نباتی اجزا بھی ہیں۔ اور حیوانی بھی۔ پھر اس کے اندر روحانی قویٰ بھی ہیں۔ یہ خدا میں ہو جاتا ہے۔ اور خدا اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ یہ خدا میں اور خدا اس میں نہاں ہو جاتا ہے۔ دنیا اس کو عقل سے خدا سمجھنے لگتی ہے حالانکہ یہ انسان ہوتا ہے۔ انسان کی ان تمام مختلف حیثیتوں کے لحاظ سے اسکی مختلف غذائیں ہوتی ہیں۔ بلحاظ اسکے نباتی حصے کے اسکی غذا نباتاتی اشیاء ہوتی ہیں۔ بلحاظ حیوانی حصے کے اس کی غذائیں حیوانی اجزاء سے مرکب ہوتی ہیں۔ اگر یہ ان غذاؤں کو نہ کھائے۔ تو اس کے جسم کی تکمیل اور پرورش نہیں ہو سکتی۔ اور بحیثیت انسان کے اس کی غذا نہ نباتات ہو سکتی ہے نہ گوشت۔ بلکہ اس وقت اس کی غذا ذکر اللہ ہوتا ہے۔ اگر کوئی شخص ان کو سبزیاں کھاتے اور گوشت کھاتے ہوئے دیکھتا ہے تو ان کی انسانیت میں فرق نہیں۔ لوگ ان کی جس چیز کو دیکھتے ہیں۔ وہ ان کے نباتاتی اور حیوانی حصوں سے تعلق رکھنے والی ہوتی ہیں۔

انسانیت کا بقاء

انسانیت کے بقاء اور استحکام کے لئے ذکر اللہ غذا ہے۔ اور نہایت ضروری روٹی ہے انسانیت زندہ نہیں رہتی۔ چاولوں اور ترکاریوں سے حیوانیت کا بقاء ہے۔ انسانیت کا بقاء خدا کے ذکر میں ہے۔ حضرت عیسیٰ کا قول ہے کہ انسان روٹی سے نہیں خدا کے کلام سے زندہ رہتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ اگر انسان گوشت کھاتا ہے۔ تو اس کی حیوانیت زندہ رہتی ہے۔ اگر وہ ذکر اللہ نہیں کرتا۔ تو وہ حیوان ہوگا۔ انسان نہ ہوگا۔ اسی کی طرف اس آیت میں اشارہ کیا گیا ہے۔ الذین اٰمنوا وتطمئن قلوبھم بذکر اللہ الا بذکر اللہ تطمئن القلوب۔ وہ لوگ جو ایمان لاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے ان کو اطمینان ہوتا ہے۔ ان میں زندگی انسانی ہوتی ہے۔ اور انکی انسانیت یا روحانیت کے بقاء کے لئے ذکر اللہ کی روٹی ہوتی ہے۔ انسانیت اسی کی زندہ ہے جو اللہ کا ذکر کرتا ہے۔ ذکر اللہ سے کیا ہوتا ہے؟ فرمایا خبردار ہو کر سن لو۔ قلوب کا اطمینان ذکر اللہ سے ہوتا ہے۔ جو مومن ہیں۔ اور جن کے قلوب اللہ کے ذکر سے زندہ ہیں۔ ان کے لئے فرمایا۔ طوبیٰ لہم کوئی عقلمند بھلا مردے کے لئے کچھ کرتا ہے۔ سب زندوں کے لئے ہی کیا کرتے ہیں۔ پس چونکہ وہ زندہ ہیں۔ ان کے لئے بشارت ہو۔ وہ زندہ ہیں۔ اور زندہ کئے گئے ہیں۔ وحسن ماٰب۔ ان کیلئے اعلیٰ مقام ہے۔ جس کی طرف جائینگے۔ جو روحانی مُردے ہیں۔ ان کو دفن کر دیا جاتا ہے۔ اور جو روحانی زندہ ہیں۔ انکو اعلیٰ علیین میں جگہ دیتا ہے۔

یہ آیت رمضان سے خاص تعلق رکھتی ہے ہم خدا کے لئے کھانا چھوڑتے ہیں۔ اس سے ہمارا جسم مضمحل ہو جاتا ہے۔ کوئی نہ سمجھے کہ روزہ رکھنے سے انسانیت مرجاتی ہے۔ نہیں بلکہ انسانیت زندہ ہو جاتی ہے۔ ہاں جسم کمزور ہو جاتا ہے۔ جب ہم کھانا چھوڑتے ہیں۔ جسم کمزور ہوتا ہے۔ لیکن ہماری روحانیت میں کمی نہیں آتی۔ بلکہ ترقی ہوتی ہے۔ جب افطار کرتے ہیں۔ تو اس سے ہمیں سبق ملتا ہے کہ بھوک اور پیاس کے بعد جب پانی پیتے ہیں۔ تو ناخنوں تک تری پھیل جاتی ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جو چیز جس چیز سے تعلق رکھتی ہے۔ اس کے ملنے سے اسکو نفع پہنچتا ہے۔ پس جسم میں تراوت آتی ہے جب غذا حیوانی ملتی ہے اور روحانیت میں ترقی ہوتی ہے۔ جب ذکر اللہ کیا جاتا ہے اگر جسم کو غذا نہ دیں تو جسم مرجائیگا۔ اگر انسانیت کی زندگی درکار ہے۔ تو ذکر اللہ کی غذا دینی چاہیئے۔ پس رمضان کی افطاری سے سبق ملتا ہے۔ مبارک ہیں وہ جو اس سے سبق لیتے ہیں۔ مبارک ہیں وہ جن کو اس سبق لینے کی توفیق ملتی ہے۔ اور وہ اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ خدا تعالےٰ ہمیں ان حکمتوں کے سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کی توفیق دے آمین۔

دعاؤں کے دن

جب دوسرے خطبے کے لئے کھڑے ہوئے تو فرمایا۔ میں نے پچھلے جمعے کہا تھا کہ آجکل ہماری جماعت کو ایک جہاد درپیش ہے۔ چاروں طرف سے اسلام پر حملے ہوئے ہیں۔ روحانیت کی تازگی کا ثبوت قبولیت دعا ہے۔ اس لئے اس جہاد کے لئے دعا فرمانی چاہیئے۔ ان کے لئے جو کام پر گئے ہوئے ہیں کہ اللہ تعالےٰ ان کو اپنے پاس سے رستہ بتائے۔ اور وہ نکتے اور معرفت بتائیں اور سکھائیں۔ جو دلوں پر اثر کریں۔ ان کی مخالفت اور دشمنی کرنے والوں کو ہدایت ہو۔ آج مختلف مقامات سے جو خبریں آتی ہیں وہ اپنے اندر بشارتیں لاتی ہیں۔ دعا کریں کہ کارکنوں کو خلوص کی توفیق دے۔ اور ان کا نمونہ ہدایت کا موجب ہو۔

ایک مخلص کا جنازہ

پھر فرمایا۔ میں نے کہا تھا کہ میں عام طور پر جنازہ غائب نہیں پڑھا کرونگا۔ مگر آج جس دوست کے مرنے کی خبر پہنچی ہے۔ ان کا نام شیخ عزیز الدین صاحب ہے۔ جو دھرم کوٹ کے رہنے والے تھے۔ یہ بہت پرانے مخلص تھے۔ اور براہین احمدیہ سے پہلے کے حضرت صاحب کے ملنے والے تھے۔ ان کا رتبہ سابقون الاولون کا ہے۔ میں ان جمعہ کے بعد جنازہ پڑھوں گا۔ احباب ان کے لئے دعا کریں۔ کہ اللہ تعالےٰ ان کو اعلیٰ علیین میں جگہ دے

آمین

ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کی خدمت میں

میرے مکرم اس سے پہلے آپ نے فتنہ ارتداد کے مقابلے میں فتنہ تکفیر اٹھایا۔ اور لوگوں کو ہمارے خلاف اکسایا۔ گو کچھ نہ بنا۔ بنایا۔ مگر اس پر بھی صبر نہ آیا۔ اب حافظ روشن علی صاحب گجرات کا معاملہ اٹھایا ڈاکٹر صاحب مقبولیت خدا کے اختیار میں ہوتی ہے حسد سے کچھ نہیں بنتا۔ کبھی کبھی آپ قرآن مجید غور سے پڑھا کرتے تھے۔ آپ کو معلوم ہے کہ اس برے مرض کا کیا انجام ہے۔ سارے جہان کو قادیان سے نفرت دلانے کے لئے پہلے بڑے بڑے لاٹ مولویوں نے تہیاء کیا۔ پھر آپ نے چارج لیا۔ لیکن بجز ناکامی و حسرت و اندوہ کچھ ہاتھ نہ آیا۔ قادیان والا مقبول عالم ہو رہا ہے۔ اور دنیا کی قومیں اس کے آستانہ پر جھک رہی ہیں۔ خدا ہاں وہی موسیٰ عیسےٰ اور (سیدنا) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا خدا وعدہ کر چکا ہے کہ زمین کے کناروں تک تیرا نام اور تیری تبلیغ پہنچاؤنگا۔ پس کون ہے جو خدا کے کام کو روک سکے دنیا کے بڑے بڑے شہنشاہ بھی اس معاملہ میں عاجز ہیں۔ بشارت احمد بچارا کیا چیز ہے۔

اس وقت ملکانوں میں ارتداد کا فتنہ ہے۔ اور ہم عہد کر چکے ہیں۔ کہ وہ جو نبیوں کے سردار محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دینے والے بنائے جا رہے ہیں۔ انہیں ایسی برادری میں واپس لا کے رہیں جو حضرت رسالتمآب کی فدائی اور ان کے فرمودوں کی شیدائی ہو۔ آپ ہمیں دوسری طرف متوجہ کرنا چاہتے ہیں اور اتفاق و اتحاد کو نفاق و عناد سے بدلنا۔ مگر شیطان کا یہ داؤ ہم نہیں چلنے دینگے۔ ہاں آپ یقین رکھیں۔ آپ کی تمام باتوں کا جواب ایک ایک کر کے دیا جائیگا۔ ذرا محمد رسول اللہ کے دشمن سے نبٹ لیں۔ ہمارے عقائد وہی ہیں جو پہلے اعلان ہو چکے ان میں سر مو تبدیلی نہیں۔ اور نہ آپ تقریراً یا تحریراً ان میں فرق ثابت کر سکتے ہیں۔ سمجھ کا پھیر ہے۔

اصولوں میں اہل سنت و جماعت متحد ہیں سب کے نزدیک اللہ پر۔ ملائکہ پر۔ انبیاء پر۔ کتب پر۔ تقدیر پر۔ آخرۃ پر ایمان لانا فرض ہے۔ اور سب مانتے ہیں۔ کہ ایک نبی کا انکار انسان کو خارج از دائرہ اسلام کر دیتا ہے۔ اصولاً سب متحد ہیں۔ حافظ صاحب نے ٹھیک فرمایا۔ آپ کے فہم میں نہ آیا۔

والسلام علی من اتبع الھدیٰ

اکمل عفی اللہ عنہ دیرینہ نیاز مند

جماعت احمدیہ سے خطاب

دیں کی نصرت کے لئے اک آسمانپر شور ہے
اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانیکے دن

اے اسلام کا سچا درد رکھنے والی جماعت احمدیہ! خوش ہو کہ تیرے نونہالوں پر بہار آنے کو ہے۔ تیری نسیم سحر ایک عالم کو خواب غفلت سے بیدار کر رہی ہے۔ تیرے باغ کی کلیاں چٹک چٹک کر تیرے خوش آئندہ مستقبل کی خبر دے رہی ہیں۔ بلبلیں تیری کامیابی کی خوشی میں مبارکباد کے ترانے الاپ رہی ہیں۔ باغبان سرشار ہے۔ کہ اس کے چمن کی مہک ایک عالم کو مستانہ وار بنا کر کلمہ توحید پڑھا رہی ہے۔

ملکانوں کی اندھی سے مت گھبرا کہ یہ تیرے لئے کامیابی کا پیش خیمہ ہے۔ یہ خدا کی طرف سے تیرے لئے رحمت ہے۔ کہ تجھے چودھویں صدی میں غازی ہونے کا موقع ملا ہے۔ پس اٹھ اور اپنے آقا کی آواز پر لبیک کہہ اور اس کی دعاؤں کو ساتھ لیتا ہوا اس میدان میں آ۔ جہاں خدا کی رحمتیں اور برکتیں تیرا ساتھ دیتی ہوئی تیرے ہاتھوں ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں نفوس میں توحید کی بجلی دوڑا دے۔ اپنے آپ کو خوش قسمت جان۔ کہ خداوند عزوجل نے تجھے اپنے کام کے واسطے منتخب کیا ہے۔ اور تیرے ہاتھوں اس کی پیشگوئی اور تیرے امام کی دعا اللھم زدفزد سے پورا ہونے والا ہے۔

نجم الصلاح والصفقۃ آج پوری ہونیوالی ہے لوگ اسے فتنہ کہتے ہیں۔ مگر یہ انہی کے واسطے فتنہ ہے تیرے لئے نہیں۔ زمانہ پریشان ہے۔ مگر تیرا دل مطمئن ہے کہ اس میں حق کی کامیابی کا راز مضمر ہے۔ اسلام کا قدیمی معجزہ آج دہریت کے زمانہ میں تیرے ہاتھوں رونما ہو رہا ہے۔ اور تمام مذاہب اسلام کے چمکتے ہوئے سورج کے سامنے چمگادڑ کی مانند نابینا ہو کر سرنگوں ہونے والے ہیں۔ اس روحانی بارش میں آریہ چیونٹیوں کی مانند اپنے اپنے بلوں سے نیوگ کے پر لگائے ہوئے حشرات الارض کی زندگی سے پرندوں میں داخل ہونا چاہتے ہیں۔ جس کا حشر تجھ پر ظاہر ہے۔

علماء دیوبند یا اہلحدیث جو تیرے راستہ میں روکاوٹ پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ اس وقت کو ہاتھ سے نہ دے اور وہ اپنی غلط روش سے اسلام کو اس کے مخلص خدام کی خدمات سے محروم کرنا چاہتے ہیں مگر تو اس وقت کو ہاتھ سے نہ دے خدمت اسلام میں پہلے سے زیادہ جوش اور سرگرمی سے مصروف ہو جا۔

اے احمدی جماعت اپنے آپ کو اس خدمت کیواسطے خلیفۃ المسیح کے حضور پیش کر اور فلاح دارین حاصل کر والسلام

محمد لطیف از جے پور

محکمہ نظارت میں تبدیلیاں و تقرریاں

چونکہ چوہدری فتح محمد صاحب ایم اے ناظر تالیف و اشاعت و ناظر تعلیم و تربیت آگرہ تبلیغ کیلئے تشریف لے گئے ہیں۔ ان کی جگہ سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب ناظر تالیف و اشاعت و ناظر تعلیم و تربیت کا کام سرانجام دیں گے۔ اور مولوی عبد المغنی صاحب بیماری کی وجہ سے وطن تشریف لے گئے ہیں۔ اس لئے ان کی جگہ مولانا مولوی شیخ عبد الرحیم صاحب مصری کام سرانجام دیں گے۔

نصر اللہ خاں ناظر خاص

انجینئرنگ سکول

لدھیانہ سے پشاور میں آکر کالج بن گیا

جنوری ۲۳ء سے اس درس گاہ کو باجازت لوکل گورنمنٹ لدھیانہ سے پشاور میں منتقل کیا گیا۔ بہت انجینئروں نے کالج ہذا کا معائنہ فرما کر تحریر فرمایا کہ یہ کالج ہر طرح سے گورنمنٹ کی سرپرستی کا مستحق ہے۔ چنانچہ جناب چیف کمشنر صاحب بہادر نے ماسوائے مالی امداد کے ہر قسم کی امداد کا وعدہ فرمایا جناب ڈائرکٹر صاحب بہادر ملٹری ورکس آف انڈیا نے کالج ہذا کا معائنہ فرما کر تحریر فرمایا کہ اس کالج کے طلباء ملٹری ورکس ڈیپارٹمنٹ کیلئے نہایت عمدہ ہیں۔ کالج کے ورکشاپ میں طلباء کو مفت کام سکھایا جاتا ہے۔ سال گذشتہ میں ایک سو طلباء اوورسیر و سب اوورسیر کلاس میں داخل ہوئے تھے۔ کالج کا اسٹاف نہایت قابل اور تجربہ کار مقرر کیا گیا ہے۔ ملازم شدہ طلباء کی فہرست اور فیسوں کے معائنہ کی نقلوں اور پراسپکٹس سب انجینئر اوورسیر سب اوورسیر کی مکمل کتاب ایک آنہ کا ٹکٹ آنے پر مفت بھیجی جاتی ہے۔

سکرٹری سول انجینئرنگ کالج پشاور

مفصل دیکھو الفضل ۱۵ مارچ

خاکسار نے پنجابی دلچسپ رسالے مولوی دلپذیر صاحب ودیگر بڑے بڑے مشہور شاعروں کی نظمیں چھپوائی ہیں۔ جو کہ بہت پسند کی گئی ہیں۔ اور جن کے متعلق اخباروں اور رسالوں میں ایک شور مچ گیا ہے۔ ایجنٹوں کی ضرورت نیز عجیب وغریب حمائل معراجیں حروف علیحدہ علیحدہ قیمت ۱۲ نیز منو سمرتی عہ۔ نسیم دعوت ۳ ضرورت زمانہ عہ سر چشمہ آریہ ۱۲ صنعتی حمائل ۶۔

تمام کتب سلسلہ

نصیر شاپ قادیان

سے طلب کریں

عینک سے نجات پانے کا آلہ

اصل ممیرے کا سرمہ اور ممیرا مصدقہ مسیح موعود اور حکیم الامۃ خلیفہ اول یہ سرمہ امراض آنکھوں کے لئے بہت مفید ہے اور مجرب ہے۔ اور یہ سرمہ عینکوں کیلئے اور نظر بڑھانے کے لئے ابتدائی موتیا بند جالا۔ پھولا۔ پڑبال۔ لالی ہو۔ آنکھوں سے ہر وقت پانی جاری رہتا ہو۔ نظر کمزور ہو ان کیلئے بہت مفید ہے۔ اور اگر ایک ہفتہ استعمال کرکے کسی شخص کو فائدہ ثابت نہ ہو تو بیشک واپس کر دے۔ قیمت سرمہ فی تولہ ۱۲ قسم اول اور ممیرا قسم اول فی تولہ ۵

ست سلاجیت

محیط اعظم سے نقل کیا گیا ہے جس کی عبارت یہ ہے مقوی جمیع اعضا نافع صرع مشتہی طعام قاطع بلغم ورياح و دافع بواسیر و جذام واستسقا و زردی رنگ و تنگی نفس و دق و شیخوخیت و فساد بلغم قاتل کرم شکم ومفتت سنگ گردہ وسلسل البول و یبوست و درد مفاصل وغیرہ وغیرہ کے لئے بہت مفید ہے۔ بقدر دانہ نخود صبح کیوقت دودھ سے استعمال کریں۔ قیمت قسم اول عہ فی تولہ قسم دوم ۸ر فی تولہ

المشتہر

احمد نور کابلی مہاجر سوداگر قادیان

جماعت احمدیہ اور فتنہ ارتداد

ذیل میں ہم معزز اسلامی ہمعصر وکیل کا ایک لیڈنگ آرٹیکل بعنوان تباہ کن جنگیاں درج کیا جاتا ہے۔ جس میں اس نے پبلک رائے کی ترجمانی کرتے ہوئے نہایت جرأت اور صداقت پسندی سے کام لیا ہے جس کے لئے ایڈیٹر صاحب وکیل مستحق صد مبارکباد ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ ہم نہیں چاہتے کہ ملکانہ راجپوت اسلام سے مرتد ہو کر کفر و شرک میں مبتلا ہوں اور کلمۂ توحید کو چھوڑ دیں اسلئے اگر دوسرے مسلمان صاحب یہ فیصلہ کر دیں کہ احمدیوں کی اب وہاں ضرورت نہیں دیگر علماء اسلام آریوں کا مقابلہ کرلیں گے اور ان کی زہریلی کچلیوں کو توڑ ڈالیں گے تو ہم اس میدان سے ہٹ کر کسی اور میدان میں انشاءاللہ تبلیغ اسلام کریں گے کیونکہ نہ ہمیں شہرت کی ضرورت ہے نہ ہم لوگوں سے روپیہ لینا چاہتے ہیں ہمارا کام محض خدا کے لئے ہے پس اگر ایک کام ہمارے وجود کو معدوم کرنے سے اچھی طرح انجام پا جائے تو ہمیں وہاں ٹھہرنے پر اصرار نہیں۔ اگر ہم خدا کے لئے وہاں سے ہٹ آئیں گے تو ہندوؤں کا وجود ملکانہ ہی میں نہیں ہے ہم اپنی اسلامی تبلیغی کوششوں کا مرکز اور علاقوں میں بنالیں گے جہاں علماء اسلام کو ہماری مخالفت کے لئے جانے کی تکلیف نہیں کرنی پڑے گی۔ اسوقت تمام مسلم اخبارات کا فرض ہے کہ ہمارے اس اعلان پر جو ہم اشاعت گذشتہ میں شائع کر چکے ہیں صفائی سے جس قسم کے بھی خیالات ان کے نزدیک صحیح ہوں ظاہر فرمائیں اور ہم امید کرتے ہیں کہ جرائد اسلامیہ کو کوئی چیز اظہار حق سے انشاءاللہ نہیں روک سکے گی۔ (الفضل)

جب غیرت مذہبی اور حمیت ملی کا خاتمہ ہو جاتا ہے اور قوم کی مشترکہ بھلائی کا احساس جاتا رہتا ہے تو افراد قوم میں خانہ جنگیاں شروع ہو جاتی ہیں۔ بدقسمتی سے یہی حالت مسلمانوں کی ہے۔ ایک طرف آریہ اپنے پورے ساز و سامان کے ساتھ مسلمانوں کی ارتداد میں مصروف ہیں۔ تین زبردست ریاستیں ان کی پشت پر ہیں۔ کانگریس کے بہت سے لیڈر (بعض علانیہ اور بعض خفیہ) انکی حمایت پر کمربستہ ہیں مختلف ہندو فرقے جنہوں نے اصولی اختلافات کی وجہ سے ایک دوسرے سے بالکل جداگانہ حیثیت اختیار کرلی ہے متحد ہو کر سیدھے سادے ملکانہ راجپوتوں پر حملہ آور ہو رہے ہیں تو دوسری جانب ہمارے علمائے کرام چشم بد دور آپس کی خانہ جنگیوں میں مصروف ہیں۔ آج اگر گوجرانوالہ و گجرات سے حنفیوں اور اہل حدیث کی باہمی آویزش کی افسوسناک خبر آتی ہے تو کل ہم ضلع الہ آباد سے شیعوں اور سنیوں کے باہم فساد کی خبر سنتے ہیں۔ جسمیں کئی آدمی ہلاک اور کئی مجروح ہوتے ہیں۔ وہ شہسوار میدان مناظرہ جسکو آریوں کو کئی بار شکست دینے کا دعویٰ ہے مسلمانان امرتسر کی تبلیغی کوششوں کی زمام ہاتھ میں لینے کے بعد اپنا رخ حسب معمول حنفیوں اور احمدیوں کی طرف پھیرتا اور ان کے ساتھ نبرد آزما ہوتا پھرتا ہے تو دوسری طرف ہم ایک اور عالم دین(؟) کے منہ سے یہ الفاظ سنتے ہیں کہ "موجودہ وقت میں ہم مسلمان تمام دنیا کے لوگوں سے خواہ وہ آریہ ہوں یا دیوسماجی یا عیسائی ہوں یا یہودی صلح کر سکتے ہیں لیکن احمدیوں سے صلح ہرگز نہیں کر سکتے۔ اور اگر کسی اسلامی سلطنت میں ایسا فرقہ ہو تو تین دن کے اندر واجب القتل ہے" اور انہی حضرت کو گوجرانوالہ میں ہم یہ کہتے ہوئے پاتے ہیں کہ احمدی لوگ کافر ہیں۔ مسلمانوں کا ہندوؤں اور عیسائیوں سے تو اتفاق ہو سکتا ہے وہ ان (احمدیوں) سے اچھے ہیں مگر ان سے نہیں ہو سکتا یہ سب کافر ہیں۔ اور ان کے کفر کی وجہ بھی دریافت کرنے والا کافر ہے"

کیا یہی وہ صاحب تو نہیں۔ جنھوں نے میدان ارتداد میں سب سے اول خانہ جنگی کا علم بلند کیا تھا اور جب قادیان کے احمدی مبلغین آگرہ میں پہونچے تو انہوں نے ایک مشہور ملکانہ لیڈر کو ایک طرف لیجا کر کہا تھا کہ جسطرح ہوسکے ان احمدیوں کو اس جگہ کام کرنے کا موقع نہ دیا جائے۔ یہ آریوں سے بدتر ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں اس نام نہاد عالم دین سے وہ ملکانہ لیڈر ہزار درجہ بہتر تھا۔ جس نے جواب میں صاف طور پر کہا کہ "مولوی صاحب آپ کی آنکھوں پر اپنے چند اصول کی عینک لگی ہوئی ہے اور میری آنکھ پر اپنی قوم کی محبت کی عینک لگی ہوئی ہے میری یہ خواہش ہے کہ وہ کلمہ پڑھتے رہیں خواہ کچھ ہی ہوں پس میں آپ سے متفق نہیں ہو سکتا"

ستم تو یہ ہے کہ ہماری خانہ جنگیوں کا سلسلہ وسعت پذیر ہو کر میدان ارتداد میں بھی جا پہنچا ہے۔ اور اسکا جو ہلاکت آفریں اثر انسداد ارتداد کی تحریک پر پڑ سکتا ہے وہ ظاہر ہے۔ قطع نظر اسبات کے کہ اغیار اسوقت ان خانہ جنگیوں کے لئے ہمارا مضحکہ اڑا رہے ہیں اور نہایت ذلیل الفاظ مسلمانوں کے لئے استعمال کر رہے ہیں۔ اس سے تحریک مذکور میں سخت رخنہ اندازی واقع ہو رہی ہے خلوص دل سے کام کرنے والے بدظن ہو رہے ہیں اور اغیار ہماری اس ناچاقی سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ فتنہ پردازان قوم جس افسوسناک پیرایہ میں میدان ارتداد میں داد جہالت دے رہے ہیں۔ اسکی ایک مثال اسوقت ہمارے سامنے ہے ایک لوگاؤں کا ملکانہ احمدی مبلغ اعلیٰ کے پاس آیا اور ان سے پوچھا آپ لوگ کس انجمن کے ملازم ہیں۔ یہ جواب سنکر کہ ہم ملازم نہیں خدا کے لئے اس کام کو ہاتھ میں لیا ہے۔ کہنے لگا کہ فلاں مولوی صاحب کہتے تھے کہ انکے ساتھ جو طبیب ہے اسکی عادت ہے کہ زہر دیکر مار دیا کرتا ہے اسی لئے ان لوگوں نے اسکو اپنے ساتھ رکھا ہوا ہے اس سے علاج نہیں کرانا چاہیئے۔ وہ تو خیر گزری کہ ملکانہ مذکور ایک ذی ہوش آدمی تھا وہ فوراً مولوی صاحب کے ارشاد کی علت غائی تک پہنچ گیا۔ اس قسم کے واقعات میدان ارتداد میں پیش آرہے ہیں۔ اسبات کی ضرورت تھی کہ ہم اختلافات باہمی کو خیرباد کہہ کر ایک جمعیت کی صورت میں حملہ آور کے مقابل میں صف آرا ہوتے لیکن یہ کیسے مولوی صاحبان ہیں کہ اغیار کا مقابلہ کرنے کے بجائے اپنوں ہی سے لڑنے لگے ہیں۔ مذہبی اعتبار سے ہم کوئی فتویٰ دینے کے قابل نہیں ہیں لیکن قومی نقطہ نگاہ سے ہم ایسے لوگوں کو خواہ وہ کتنے ہی جلیل القدر کیوں نہ ہوں قوم کے دشمن سمجھتے ہیں اور ہمارا یقین ہے کہ کوئی شخص جو ذرا بھی سوچنے کا مادہ اپنے دماغ میں رکھتا ہے اسبارہ میں ہمارے ساتھ متفق ہوگا موجودہ موقع ایسا نہیں ہے کہ آپس کی چھیڑ چھاڑ میں مصروف رہیں جبکہ دوسری طرف دشمن کامل جمعیت کے ساتھ حملہ آور ہو کر جسم اسلام سے ایک معتدبہ ٹکڑا

چھین لے جانا چاہتا ہے۔ احمدی حضرات کا طرز عمل اسباب میں نہایت قابل تعریف ہے جو باوجود اس چھیڑ چھاڑ کے محض اس خیال سے کہ اسلام کو چشم زخم سے محفوظ رکھا جائے (اندرونی) جھگڑوں سے انسداد کی طرف خود مسلمانوں کے نیست و (نابود) کو تو چھوڑ لاتے ہیں اور ہر طرح سے کام کرنے کو تیار ہیں۔ اس سلسلہ میں چودھری نصر اللہ خان صاحب پلیڈر ناظر خاص۔ مولوی رحیم بخش صاحب ایم۔ اے ناظر تالیف و اشاعت۔ چودھری صاحب فتح محمد سیال ایم۔ اے ناظر تعلیم و تربیت خان ذو الفقار علی خان ناظر امور عامہ اور مولوی عبد المغنی صاحب ناظر بیت المال قادیان کے مشترکہ دستخطوں سے جو پمفلٹ شائع ہوا ہے اس میں یہ حضرات لکھتے ہیں۔ کہ چونکہ ہماری غرض تو یہ ہے کہ کسی طرح یہ فساد دور ہو اسلئے ہم مطابق ارشاد امام جماعت احمدیہ یہ بھی اعلان کرتے ہیں کہ اگر ایک کمیٹی سمجھدار اور فہیم لوگوں کی جو علماء کے گروہ سے نہ ہو مثلاً راجپوت لیڈران جناب حکیم اجمل خاں صاحب حاذق الملک دہلوی۔ مسٹر ذو الفقار علی خان صاحب آنریبل۔ سید رضا علی خان صاحب۔۔ یا ایسے ہی دوسرے لوگ جو مذہبی مباحثات کے چکر میں پڑ کر اس وسعت قلبی سے محروم نہیں ہو گئے جو اس موقع پر آب حیات سے زیادہ ضروری ثابت ہو رہی ہے۔ یہ فیصلہ کر دے کہ دوسرے مولوی صاحبان اب اس کام کو باحسن وجوہ سنبھال لیں گے اور ہماری اب اس میدان میں ضرورت نہیں تو ہم باوجود ہزاروں روپیہ خرچ کر چکنے کے اپنے آدمیوں کو وہاں سے ہٹا لیں گے اور کسی اور جگہ پر دشمنان اسلام کا مقابلہ شروع کر دیں گے اور اس صورت میں خدا تعالیٰ کے حضور میں ہم ذمہ دار نہیں ہوں گے کیونکہ ہم نے اس بدقسمت قوم کے بچانے کے لئے جو کچھ ہمارے امکان میں تھا کر دیا مگر ہمارے راستہ میں ایسی مشکلات پیدا کی گئیں کہ ہمارے کام کرنے میں نہ کرنے سے زیادہ نقصان ہونے کا خطرہ پیدا ہو گیا۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اس اعلان سے دشمن خوش ہوگا لیکن چونکہ ہمیں یقین ہے کہ اس اعلان کا جو کچھ بھی نتیجہ ہوگا وہ انشاء اللہ تعالیٰ دشمن کے منصوبوں کو خاک میں ملانے والا ہوگا جسطرح ہمارا وہاں ٹھہرنا اسکے حقیقی خدا کے فضل کے ماتحت مضر ہوگا۔ اسی طرح اگر ہمیں ہٹنے پر مجبور کیا گیا تو بھی انشاء اللہ تعالیٰ دشمن وہ باتیں دیکھے گا۔ جن کے دیکھنے کا اسکو وہم و گمان بھی نہیں ہے"

جو مولوی صاحبان یا جو جماعتیں علاقہ ارتداد میں فی الواقع اسلام کے لئے اچھا کام کر رہی ہیں ہم علیٰ وجہ البصیرۃ اعلان کرتے ہیں کہ ان میں قادیان کی احمدی جماعت بہترین کام کر رہی ہے۔ اور یہ ظلم ہوگا اگر اسکو اس نیک کام سے الگ ہو جانے کا موقع دیا جائے۔ جہاں تک ہم مسلمانوں کی رائے عامہ کا اندازہ کر سکتے ہیں ہم کہہ سکتے ہیں کہ بعض مولوی صاحبان کی ان مہالک کو مشغولی کے ساتھ بہت کم لوگوں کی ہمدردی ہے اور بالخصوص فرقہ بند پولوں کے شیدائیوں میں کچھ نہ کچھ کمی ضرور واقع ہو گئی ہے۔ اس موقع پر صرف علماء اسلام کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہیئے کہ وہ خدا کے لئے اسلام اور مسلمانوں پر رحم کریں۔ اور باہمی اختلافات کے ترک کر دینے سے اگر کچھ زمانہ کے لئے ان کے شخصی فوائد کو تھوڑا بہت نقصان بھی پہنچے تو اسے مذہب و ملت کی خاطر بطیب خاطر گوارا کریں۔ اللہ انہیں اجر عظیم دے گا۔ اور اگر وہ ایسا نہیں کر سکتے تو انکا فرض ہے کہ وہ میدان ارتداد اور تحریک انسداد سے فی الفور الگ ہو جائیں کہ اسوقت ایسے لوگوں کی ضرورت نہیں ہے ٭ ٭ (وکیل ۳ مئی ۱۹۲۳ء)

---

(۲)

حال میں مرزائی احمدی فرقہ کے راس رئیس مرزا محمود صاحب قادیانی نے اعلان کیا ہے کہ "میں تبلیغ و اشاعت اسلام کے لئے پچاس ہزار روپیہ اور تیس واعظ دینے کے لئے تیار ہوں اور اگر زیادہ مبلغین یا سرمایہ کی ضرورت پڑی تو اس سے بھی دریغ نہ ہوگا۔ یہ امتحان کا موقعہ ہے شیعوں کی تعداد چونکہ ہم سے بہت زیادہ ہے لہذا انکو کم از کم پانچ لاکھ روپیہ اور دو سو مبلغ اس اسلامی خدمت کے لئے پیش کرنا چاہیئے"

میرزا محمود صاحب کے اس اعلان کے بعد ہم کو یقین ہے کہ انشاء اللہ موالیان اہلبیت کی رگوں میں بزرگوں کا خون جوش مارتا ہوا نظر آئے گا اور وہ خدمت اسلام کیلئے (دامے درمے قلمے) کمربستہ ہو کر حفاظت اسلام میں دل و جان سے مصروف ہو جائیں گے اور اسوقت جبکہ مرزا محمود صاحب کے ارشاد کے موافق اسلامی فرقوں کا امتحان ہے اپنی آپ کو خدانخواستہ ناکامیاب ہو کر دین و دنیا میں شرمندہ ہونے اور دنیا کے مختلف مذاہب کے سامنے خفت نہ اٹھانے دینگے انشاء اللہ تعالیٰ

شیعہ کالج نیوز ۲۸ اپریل ۱۹۲۳ء

(۳)

ابتک جتنی انجمنوں نے اس کار خیر میں قدم رکھا ہے ان سب میں سے اعلیٰ کام قادیانی جماعت کا ہے اور امید کیجاتی ہے کہ اسی انہماک کے ساتھ دیگر جماعتوں نے بھی کام کیا تو انشاء اللہ العزیز اسی مدافعت میں یقینی کامیابی ہوگی اور دشمن کو سوائے پسپائی کے کچھ چارہ نہ رہیگا لیکن اسکے ساتھ ہی میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہمیں محض مدافعت تک ہی نہ رہنا چاہیئے بلکہ تھوڑی سی ہمت سے کام لیکر کچھ جماعتیں ایسی بھی بنائی جائیں جو جارحانہ کارروائی شروع کر دیں

ہمدم علی گڑھ ۵ مئی ۱۹۲۳ء

(۴)

اس کے بعد قادیانی ہیڈکوارٹر میں گئے انہوں نے اضلاع کے نقشے مہیا کر رکھے ہیں اور کام جاری ہے اور انہوں نے اپنی کارگزاری بھی سنائی جس میں مبالغہ سے کام لیکر دعویٰ کیا کہ یہ باقاعدہ طریقہ سے کام کر رہے ہیں۔ اہلحدیث ۴ مئی ۱۹۲۳ء

(الفضل) نامہ نگار اہلحدیث نے یہ نہ بتایا کہ وہ کونسا مبالغہ ہے جو ان کے سامنے کیا گیا بغیر ثبوت بات کرنا خلاف تقویٰ ہے

(۵) آریہ پتر کا ۱۴ اپریل المشتہر۔

ملکانہ راجپوتوں کی شدھی میں اڑچن ڈالنے کی جو بیفائدہ کوششیں اسوقت تک مسلمان لوگوں کی طرف سے ہوتی رہی ہیں وہی کچھ کم نہیں تھیں پھر بھی اب جماعت احمدیہ قادیان نے اپنے ۳۱ مارچ اور یکم اپریل کے خاص اجلاسوں میں بصورت ریزولیوشن اس امر کا تہیہ کر لیا ہے کہ جماعت کی ساری کوشش اور توجہ دوسرے کاموں کی طرف سے ہٹا کر "فتنہ ارتداد کے انسداد" پر ہی لگا دینی چاہیئے چنانچہ اس جماعت کے جتنے لوگ اسوقت تک اضلاع آگرہ و متھرا میں جا چکے ہیں ان کے علاوہ اب اور لوگ بھی بڑی بڑی تیاریوں کے ساتھ گئے ہیں لیکن دوسری طرف ہندو [illegible] تھوڑے سے سناتنی بھائی وہاں کام کر رہے [illegible]

شدھائی ہندو صفا ابھی تک حسب معمول خواب خرگوش میں بیہوش پڑا ہوا ہے۔ ہم نہیں کہہ سکتے کہ اس عدم توجہی اور لاپروائی کا کیا نتیجہ ہوگا؟ عجیب بات ہے کہ ابھی آریوں کو اکیلا بتایا جاتا ہے حالانکہ